

اے آپ کہہ دیجئے کہ میری غار، میری قربانی، میرا جینا، میرا
مرنا سب رب العین کے لیے ہے۔
(سورۃ الانعام : 162)

۲. توحید عبادت :

یہ توحید کی سب سے اہم قسم ہے۔ اس کا مطلب یہ عام
قسم کی عبادتیں، دعاؤں، سجدے اور مدد طلبی صرف اور صرف اللہ
تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس میں کسی کو شریک نہیں کیا جاسکتا ہی
وہ توحید ہے جس کی دعوت عام انبیاء اور رسولوں نے دی۔

ترجمہ: ”میری ہی عبادت کرو، میں اور مجھی سے مدد مانگتے ہیں۔“

(سورۃ فاتحہ : ۵)

بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس
کے سوا کسی چیز کو شریک نہ لکھیں۔

(صحیح بخاری)

۳. توحید اسماء و صفات :

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو
نام، میں، صفات، ہیں۔ ان کو کسی تشبیہ یا تعطیل کے بغیر اسی
طرح مانا جائے جسے اصل کے شان کے لائق ہیں۔

ترجمہ: ”کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے
والا ہے۔“

(سورۃ الشوری : 11)

توحید کا موصوف کی زندگی پر اثر :

توحید کا مفیدہ مومن کی
انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اور زندگی کے تمام مترسیوں پر بڑے
اثرات مرتب کرتا ہے۔

انفرادی زندگی پر اثرات :

1۔ حقیقی آزادی اور عزت نفس :

• ایک انسان صرف

اللہ کے سامنے ٹھکتا ہے، جس سے وہ کسی بھی مخلوق، حکمران، یا
قوم پرستی کے بندھی سے آزاد ہو جاتا ہے۔

2۔ خوف اور بے چینی کا خاتمہ :

جب مومن یہ جانتا ہے کہ کائنات

کی ہر طاقت اور قدرت پر کا فیلہ صرف ایک ہی ذات کے ہاتھ میں ہے
تو وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا۔

ترجمہ: اُن ہر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ عملیں ہوتی ہیں۔ یہ
وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ہر ہر کاری رضیہ کی؟
(سورہ یوسف 63-68)

3۔ عظیم اخلاق کی بنیاد :

توحید انسان کو صبر، تقویٰ، سچائی

اور امانت داری اور استقامت، صبر اور صاف اپنائے کی ترغیب

دیتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے خالق کی نگرانی

میں ہے۔

- اجتماعی زندگی پر اثرات:

1. انسانی مساوات اور انوث:

توحید کی راہ سے عام انسانوں

کا خالق ایک ہے۔ یہذا نسل ارتد اور مال و دولت کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں ہے۔

ترجمہ: "اے لوگو! خبردار۔ عبادتِ رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ سنو! اسی مربی کو بھی پیر اور کسی بھی کو عربی ہے، نہ کسی تور کو کھائے پیر اور نہ کالے کو تور یا ہر کوئی فضیلت حاصل ہے، مگر صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔" (مسند احمد)

2. عدل اور انصاف کا قیام:

توحید پر مبنی معاشرہ کسی

طبیقاتِ معاصر یا سطحی خواہش کے بجائے صرف ارشاد کے مقدر کردہ عدل اور قوانین کو نافذ کرتا ہے۔ جس سے اجتماعی زندگی میں امن و امان قائم ہوتا ہے۔

و۔ اتحاد اور مقیدیتِ عمل:

عام مومن ایک ہی معبود کی

طرف رجوع کرتے ہیں۔ جس سے ان کے مقاصد اور سمت ایک ہو جاتے ہیں۔ یہ مشترکہ مرکزیت انہیں ایک عظیم امت میں متحد کر دیتی ہے۔

سوال نمبر 5 :

قرآن و سنت سے مانفوز اسلامی نظام انتظامیہ
اصول بیان کریں۔ خلافت راشدہ کے دور
میں انتظامی امور میں کن رہنما اصولوں پر عمل
کیا گیا؟

اسلامی نظام انتظامیہ کے بنیادی اصول قرآن
و سنت سے مانفوز :

اسلامی نظام انتظامیہ کی بنیاد
چند آفاقی اصولوں پر ہے جو قرآن و سنت سے اخذ کیے گئے ہیں۔
یہ اصول حکمرانی اور انتظامی امور کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم
کرتے ہیں:

1۔ حاکمیت البیہ :

یہ سب سے بنیادی اصول ہے کہ کائنات میں
احد قانون ساز اور حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
ترجمہ: ریاست کا کوئی قانون یا انتظامی حکم شریعت کے خلاف
نہیں ہو سکتا۔ (سورہ یوسف: ۴۵)

2۔ عدل و انصاف :

مذاہم و رشتہ و منسل عام شہرہ اور مساوی

انصاف فراہم کرنا۔

ترجمہ: حکمرانوں پر لازم ہے کہ وہ عدل کے تقاضے پر عمل کریں (سورۃ النحل)

3۔ شورایت و مشاورت:

حکومتی فیصلے یا بھی مشاورت سے کیے

جائیں۔

ترجمہ: یہ فیصلہ کے لیے مشاورتی کونسل سے رائے لینا ضروری ہے۔
نہایت (سورۃ الشوری: 38)

4۔ امانت اور اہلیت:

حکومتی عہدے اور ذمہ داریاں امانت میں ہیں لہذا صرف اس کے اہل اور دیانت دار افراد کو سونپی جائیں

﴿الْقُرْآن﴾ ان الله لا یهدی القوم ان یتروا الا امانت الی اهلها
(سورۃ النساء: 58)

5۔ اقتساب: حکمران اور انتظامی عہدیدار دونوں (مش) کے سامنے اور عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ کسی بھی فرد کو اختیارات کا ناجائز استعمال کی اجازت نہیں۔

- خلافت راشدہ کے انتظامی اصول:

خلافت راشدہ

کا دور اسلامی ریاست کے انتظامی امور کا مثالی نمونہ ہے۔ اس دور میں یہ رہنما اصول اختیار کیے گئے:

1. انتخاب عمل اور نہایت:

فلیفہ کا انتخاب آزادانہ مشاورت اور عوامی سب کے ہندیا رہ گیا جاتا تھا، جس میں جبر یا وراثت کا کوئی دخل نہیں تھا۔ یہ طریقہ آج کے دور میں "مقنوی روح" کے قریب ہے۔
فلیفہ کو حضرت محمد کی نہایت میں شریعت کو نافذ کرنے کا عملی ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔

2. ادارہ جاتی اصلاحات اور وسعت: موبائی حکومت نام اور نو نروں کا تقرر:

حضرت عمر فاروقؓ
نے وسیع عری سلطنت کو منظم کرنے کے لیے موبوں میں تقسیم کیا اور ہر موب میں با اختیار گورنر مقرر کئے۔ گورنروں کو ہر سال حج کے موقع پر حساب دینے کے لیے طلب کیا جاتا تھا۔

3. مالیاتی نظام:
سب سال کو محض ایک خزانے بڑھ کر ایک منظم مالیاتی ادارہ کی شکل دلائی۔ آمدنی کے ذرائع کو آٹھ کیناٹیا اور غزوات مندرجہ فوجوں اور عام شہریوں کے حصے مقرر کیے گئے۔

4. عری کی آزادی:
عریہ کو انتظامیہ کے دباؤ سے مکمل طور پر آزاد رکھا گیا اور ہر موب میں مستقل قاضی مقرر کیے گئے۔ جس سے معقول سمجھوتہ دی جاتی تھی تاہم وہ مالی معاملات میں غیر جانبدار نہیں۔

3. اقتساب اور نگرانی:

نظام مسیحہ:
حضرت عمرؓ نے شہریوں میں عری مقرر کی جو بازاروں کی نگرانی، ناپ تول کی نگرانی اور

اور بحوالہ اخلاقیات کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ یہ ادارہ قانون اور احتساب کی بنیاد بنا۔

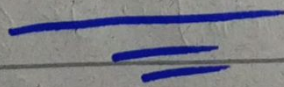
• عبدیداروں کا احتساب: مورخوں اور اعلیٰ حکام کے قہر کے وقت ان کے مالی ریکارڈ کی جانچ میٹر تال کی جاتی تھی۔

4۔ اقتصاد اور قانون کی تشریح:

• اقتصاد اجتماعی: خلفاء راشدین بڑے مسائل کو حل کرنے کے لیے جلیل القدر صحابہ کرام کی ایک کونسل سے مشورہ کرتے تھے مثال کے طور پر زینبہ بنت جحش کا فیصلہ اسی اصول کے تحت ہوا۔

• شرعی بنیاد: عام انتظامی فیصلے اور قانون سازی کی بنیاد قرآن اور حضرت محمد کی سنت پر ہوتی تھی۔

خلافت راشدہ دراصل اسلامی رفقہ کو عملی شکل دینے کا وہ تاریخی دور ہے جہاں عدل، شہادت اور احتساب جیسے اہلور کو حکومتی سطح پر ایک منظم ڈھانچہ فراہم کیا گیا۔



سوال نمبر ۶

مسلم دنیا میں انتہا پسندی کے اسباب کا تنقیدی جائزہ لیں۔ امن، رواداری اور اعتدال کو

فروغ دینے کے لیے اسلامی تعلیمات کو کس طرح عملی طور پر نافذ کیا جاسکتا ہے؟

مسلم دنیا میں انتہا پسندی کے اسباب کا تنقیدی جائزہ

انتہا پسندی کا مطلب

ایسے نظریات یا اعمال ہیں جو معاشرے کے مرکزی دھارے کے رولز سے بہت دور ہوں۔ بعض اوقات تشدد پر مبنی ہوں۔

۱۔ مذہبی اور نظریاتی اسباب :

تشریح میں انحراف :

اسلامی نقطہ

کی انتہا پسندانہ اور حدود تشریح حاصل طور پر جہاد جیسے تصورات کو ان کے صحیح معنوں سے سمجھنا اور صرف مسیحی تقادم تک محدود کر دینا۔

Extremism and Eraggeration : دین کے معضلات میں حد سے

تجذوہ جو اسلامی تعلیمات کی روح کے خلاف ہے۔ یہ وہ یہ مبالغہ
مکاتب فکر کو کافر یا "عمرہ دینے اور تشدد کا جواز فراہم کرنا
کا سبب بنتا ہے

۱۔ مذہبی کم عقلی یا نامکمل علم:

مذہبی تعلیم کی کمی یا صرف

اپنا پسندانہ ذرائع سے حاصل کرنا۔ جسے وہ آسانی سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔

۲۔ سیاسی اور سماجی اسباب:

۱۔ نا انصافی اور جبر: جسے مسلم ممالک میں

سیاسی نا انصافی، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور ریاستی جبر کی لہریں تاریخ نے نوجوانوں میں غصہ اور مایوسی پیدا کی ہے۔ یہ عوامل بعض اوقات اپنا پسندانہ شرہ پور کی طرف رجحان کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۲۔ پسماندگی اور عدم مساوات:

غریبیت، بے روزگاری اور

سماجی عدم مساوات ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں جہاں اپنا پسندانہ مالی امداد کا جھانسا دینے کو توہوں کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں۔

۳۔ علمی اور تعلیمی اسباب:

۱۔ علمی محمور: جدید دور میں بیٹنچوں کا مقابلہ

کرنے کے لیے اجتہاد کی کمی اور پرانے فکری سائیکس پر اصرار۔

۲۔ تعلیمی نظام کی ناکامی: تعلیمی نظاموں کی کمی جو طلباء کو

متفکر، سوچ، راہنمائی اور کثیر الثقافتی ماحول میں رہنے کی تعلیم دے۔

امن، رواداری اور اعتدال کو فروغ دینے کے اسلامی تقہات کا محل نفاذ :

اسلام کے بنیادی معنی سلامتی کے

ہیں اور اس کے تقہات اعتدال، امن اور رواداری پر
زور دیتی ہیں۔ ان اقدامات کو محل طور پر حافظہ سن کے ایسے
درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں :

۱۔ تعلیمی اور نظریاتی اقدامات :

اعتدال پسند نصاب : دینی اور عصری تعلیمی نظاموں

کو ہم آہنگ کیا جائے اور ایسے نصاب متعارف کرائے جائیں جو اسلام
کی روح کو اجاگر کریں اور سخت گیری کی تردید کریں۔

اجتناد اور جدیرفتہ : اجتہاد کے دروازے کھلے جائیں

تاکہ علماء عصری مسائل کا حل اسلامی اصولوں کی روشنی
میں اعتدال اور فہم ازین کے ساتھ پیش کر سکیں۔

علمائے کرام کا کردار : مستند اور اعتدال پسند

علمائے کرام اور مبلغین کو بااختیار بنایا جائے کہ وہ سو مشل
سیڈ یا سمیت عام ملت کارمز پر اپنا پسند نظریات کا بیج
فکری رویشیں کریں۔

۲۔ معاشرتی اور سماجی فروغ :

بین المذاہب مکالمہ : عام مذاہب اور مکاتب

فکر کے درمیان احترام پر مبنی مکالمہ کی فوصلہ افزائی کی جائے۔
تاکہ معاشرہ میں رواداری کو فروغ ملے اور باہمی تفہیم پیدا ہو۔

۱. مساوات اور انصاف کا قیام: قانون کے حکمرانی کو یقینی بنانا

نا انصافی، جبر کا خاتمہ کرنا۔ انصاف کا قیام اپنا کر لینا
کے سیاسی حرکات کو مزید دہکنا۔

۲. معاشی خوشحالی: غربت اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے معاشی

موقع پیدا کیے جائیں تاکہ نوجوانوں کو اپنا پسند کر سکیں
کی طرف راغب ہوں گے۔ بجائے ٹیکس سٹر سٹریٹ میں مصروف
کیا جاسکے۔

۳۔ ذرائع ابلاغ اور ڈیجیٹل نردار:

۱. مثبت بیانیہ: سڈیا اور ڈیجیٹل پالیسی کارمنز

پرامن، محبت اور اعتدال پر مبنی اسلامی تعلیمات کا بھوکا
اور خوشحال بننے کے لیے اپنا پسند کرنا، ہر وہ چیز
کا مقابلہ کیا جاسکے۔

۲. مثبت دل مائڈس: کامیاب، اعتدال پسند اور پرامن

مسکافوں کی تعلیم کو جائز رکھا جائے جو اسلامی تعلیمات پر عمل پیدا
ہوئے، عورتوں میں مثبت نردار اور ادراک کریں۔

سیاسی غم، علی رنجائی اور اجتماعی کوشش کو بروئے کار لایا جائے

تاکہ اسلام کی حقیقی، اعتدال اور پرامن تعلیمات میں غالب
کیا جاسکے۔